معراج النبی ﷺ قرآن و سنت کی روشنی میں

Ascension of the Prophet in the light of Qur'an and Sunnah

* ڈاکٹر محمد عرفان اسسٹنٹ پروفیسر، وفاقی اردو یونیورسٹی، اسلام آباد

**ڈاکٹر عبد الماجد: اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ قرآن و سنہ، وفاقی اُردو یونیورسٹی عبد الحق کیمپس، کراچی

***ڈاکٹر حبیب الرحمن: اسسٹنٹ پروفیسر (اسلامیات)، شعبہ ہیومینیٹیز، پیر مہر علی شاہ بارانی یونیورسٹی، راولپنڈی

ABSTRACT

Immediately after the revelation of Hazrat Muhammad, the disbelievers of Makkah tried their best to put obstacles in his way and continued to inflict pain and trouble on the Prophet of Allah in different ways.From time to time miracles were revealed by Allah in different ways for the help of the Prophet and for the satisfaction of the heart.One of the proofs and miracles of the prophethood of the Messenger of God is the ascension of the Prophet.In this incident, Hazrat Muhammad (PBUH) was given the honor of leading the prophets by Allah, by traveling to Jerusalem and then during the journey of the heavens, he was given a view of heaven and hell.Hazrat Mohammad (PBUH) also spoke to his God and as a gift he was given the obligation of prayer and very confidential matters remained under discussion.The journey so far that the journey of the whole heavenly universe, meeting the Prophets is one of the most important proofs of the prophethood of the Prophet Muhammad.

KeyWords: Hazrat Muhammad(SAW), Ascension.

اللہ رب العزت نے اپنے محبوب پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت کے منصب پر فائز فرمانے کے بعد اعلان حق کی اجازت دی تو اس کے نتیجہ میں اپنے اور بیگانوں کی اکثریت نے آپؐ کی راہ میں روکاوٹ ڈالنے کے لئے دشنام طرازی و ظلم وجور کے پہاڑ توڑ دیئے اس اثنا میں بہت معدودے چند مخلص صحابہ کرام و صحابیات نے آپؐ کی صدائے حق پرست پر لبیک کہا اور حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ آپؐ کے سگے چچا حضرت ابو طالب نے باوجود حلقہ بگوش اسلام ہونے کا اعلان نہیں کیا مگر مشرکین مکہ کی جانب سے پہنچے والی ہر تکلیف و پروپیکنڈہ کے سامنے سد سکندری کا مظاہرہ کرتے ہوئے آقائے دو عالمؐ کی جان و عزت و عظمت کی نگہبانی کا فریضہ انجام دیا اور اسی طرح حضور نبی رحمتؐ کی دلجوئی و ہمنوائی کا

فریضہ جانفشانی سے آپ ؐ کی رفیقہ حیات حضرت خدیجہ الکبریٰؓ نے بھی انجام دیا۔ حضرت ابو طالب اور حضرت خدیجہؓ نے رسول اللہؐ کی حفاظت و متابعت ہر مشکل مرحلہ پر کی۔ نبوت کے دسویں سال ہر دو مخلص و جانثاروں کی رحلت کے بعد رسول اللہؐ غمگین و حزین رہنے لگے جس کو عام الحزن بھی کہا جاتا ہے۔ اسی اثنامیں اللہ جل شانہ نے آپؐ کی دل جوئی اور حزن و ملال میں تخویف اور مرحلہ نبوت کے نئے سفر کے آغاز کے تیاری کے کمربستہ رہنے کی صلاحیت کو جلابخشنے کے لئے سرور کون و مکاں اور ہادی وانس وجاں کو سفر اسراء و معراج کی طرف بلایا۔ چنانچہ رسول اللہؐ کو مسجد حرام سے بیت مسجد اقصیٰ اور پھر وہاں سے مقام استویٰ تک کی سیر کرائی گئی۔ قرآن کریم کی سورت بنی اسرائیل اور سورت النجم اور صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ کو جسم وروح کے ساتھ ایک ساتھ معراج کرایا گیا ہے اور اس پر ایمان لانا ازحد لازم و واجب ہے۔ امام ابو جعفر طحاوی حنفی نے لکھا ہے کہ "معراج حق ہے، آپؐ کو سیر کرائی گئی اور معراج کرایا گیا حالت بیداری میں جہاں تک اللہ نے چاہا اور اللہ جسے چاہے عزت عطا کرے، اور وحی کرے جو وحی کرے۔"[1] مقالہ ہذا میں سفر اسراء و معراج کے احوال و آثار اور حاصل شدہ دروس و عبر کو پیش کیا جائے گا۔

اسراء و معراج کی تعریف

اسراء اور معراج کی لفظی تشریح اور ان ہر دو کے مصداق کے متعلق معلوم ہو کہ لفظ اسراء کے معنیٰ ہیں رات کے وقت کسی کو لے جانا، چونکہ یہ واقعہ رات کو پیش آیا بنابریں اس کو لفظ اسراء سے تعبیر کیا گیا ہے اور لفظ اسراء کا تذکرہ قرآن کریم کی سورت بنی اسرائیل کی پہلی آیت میں ہوا ہے۔ اور معراج عروج کا اسم آلہ ہے جس کے معنی اوپر کو چڑھنے کے آتے ہیں ہیں چونکہ رسول اللہؐ نے بیت المقدس سے آسمان کی طرف چڑھائے گئے اس لئے معراج کہا گیا ہے خود رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ عرج بی سے اس واقعہ کی تفصیل کو بیان کیا ہے۔ اس سفر مبارک کے دو حصے ہیں پہلا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک یہ زمینی سیر ہے اور اس کے لئے زمینی جنس کی سواری براق لائی گئی جو گدھے سے بڑا اور خچر سے سفید رنگ کا

1۔ متن طحاوی، ص26

جانور تھا پر سیر کرائی گئی اور مسجد اقصیٰ سے آسمان و سدرۃ المنتھی کی سیر کے لئے آسمانی جنس کی سیڑھی لائی گئی جس کو معراج سے تعبیر کیا گیا ہے۔ معراج کا تذکرہ سورۃ النجم میں موجود ہے۔[1]

زمین و آسمان کا اعجازی سفر مبارک

سفر اسریٰ و معراج میں اللہ تعالیٰ نے بہت سے اعجازات سے آپؐ کو بہرور فرمایا جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک کا سفر اسریٰ اور اس کے بعد مسجد اقصیٰ سے سات آسمانوں کی سیر اور انبیا کرام سے ملاقاتیں، سدرۃ المنتھی، مقام استویٰ اور پھر جنت و جہنم کی سیر سبھی کچھ رات کہ مختصر وقت میں پیش آیا جس پر عقل انسانی حیران و ششدر رہ جاتی ہے مگر امر واقعہ یہ ہے کہ خالق کون و مکاں کے دست قدرت سے یہ سب کچھ وقوع پذیر ہونا کچھ متعجب و متحیر کرنے کی شئے نہیں کیونکہ وہ عدم کو وجود میں ایک کن سے لاتا ہے۔ اس امر کی حقیقت کو سمجھنے میں موجودہ دور کا جدید ترین سٹلائیٹ اور تیز رفتار سیاروں اور جہازوں اور ایٹم کی تیزی و سرعت معاون ہیں۔ جب اکیسویں صدی کے انسان کو اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ صلاحیتوں کے سبب چاند و سیاروں کو مسخر کرنا ممکن ہے تو خالق و مالک کائنات کے لئے سب ناممکن کیوں کہ وہ مختصر وقت میں اپنے محبوب کو مسجد اقصیٰ و آسمان کی سیر نہیں کرا سکتا[2]۔

واقعہ معراج کب پیش آیا؟

بعثت نبویؐ کے بعد سے سفر اسریٰ و معراج تک کے زمانہ میں رحمت عالمؐ نے بے پناہ مصائب و آلام اور آزمائشوں اور تکالیف کا سامنا کیا جس میں اپنے اور بیگانوں سبھی نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، قصور صرف یہ تھا کہ آپؐ تعدد الٰہ کے برعکس ایک خدائے بزرگ و برتر کی عبادت کی تلقین فرماتے تھے۔ چنانچہ اہل مکہ کے مظالم و ریشہ دوانیوں سے عاجز ہو کر آقائے دوعالمؐ شب و روز کے اوقات میں خداوند جلیل سے اپنی بے بضاعتی و عاجزی کا اعتراف فرما کر نصرت الٰہی کو طلب فرمایا کرتے تھے۔ واقعہ معراج کب اور کیسے پیش آیا کے سلسلہ میں اختلافی روایات کی کثرت ہے۔ امام ابن تیمیہ نے کہا ہے کہ "سفر معراج کے واقعہ کا ماہ وایام اور رات متعین نہیں کیونکہ صحابہ و تابعین نے اس واقعہ کو تو کثرت سے بیان کیا ہے مگر کسی

1۔ معراج مصطفیؐ، مولانا محمد علی جانباز، مکتبہ قدوسیہ، لاہور، 1997ء، ص5

2۔ فلسفہ معراج النبیؐ، ڈاکٹر طاہر القادری، منہاج پبلی کیشنز، انڈیا، اشاعت 22، 2020ء، 112

نے بھی متعین دن وماہ کی وضاحت نہیں کی۔ بعض اہل علم تو اس واقعہ کے وقوع کو بعثت سے پہلے ہونے کو بیان کرتے ہیں جبکہ اکثر اہل علم نے یہ سفر بعثت کے بعد پیش آیا ہے"[1] ۔علامہ صفی الرحمن مبارکپوری نے اپنی کتاب میں معراج کے وقوع کی تاریخ میں مختلف اقوال کو بیان کیا۔ جن میں کسی کو ترجیح نہیں دی تاہم انہوں سورہ بن اسرائیل کی پہلی آیت جس میں اسراء کا تذکرہ موجود ہے سے یہ استدلال کیا ہے کہ واقعہ قیام مکہ کے آخری ایام میں پیش آیا ہے۔ [2]۔ قاضی سلیمان منصورپوری مصنف رحمۃ للعالمین نے نبیﷺ کی سیرت طیبہ کی جنتری خود تیار کی جس ممیں انہوں نے لکھا ہے کہ شب معراج ماہ رجب کی ستائیسویں شب بروز چہار شنبہ ہے اور یہی راجح قول ہے۔[3]

سفر اسراء ومعراج کی ابتداء

سفر اسراء و معراج سے متعلق 24 کے قریب صحابہ کرام سے روایات مروی ہیں جن میں ذکر ہوتا ہے کہ آپؐ ام ہانی، یا اپنے گھر ،مقام حجر اور مقام حطیم میں آرام فرماتھے کہ جبرائیلؑ تشریف لائے۔حضرت ابوذر غفاریؓ کی روایت[4] کے مطابق رسول اللہؐ نے فرمایا کہ میں اپنے گھر میں آرام فرماتھا کہ ایک دم میرے گھر کی چھت کھلی ،فرشتوں کے حصار میں جبرائیل امین نازل ہوئے اور آپ کو اونگھ کی حالت سے حالت بیداری میں لائے۔اور آپؐ کے قلب اطہر چاک وصاف کرنے کے بعد سفر معراج پر لے گئے۔

شق صدر

سفر معراج سے قبل اللہ تعالی کے حکم سے آپؐ کے سینہ مبارک کو چاک کرکے قلب اطہر کو نکال کر زم زم کے پانی سے صاف کیا گیا، پھر سونے کا مرتبان لایا گیا جو ایمان و حکمت اور برکت سے معمور تھا۔ شق صدر کا واقعہ آپؐ کی حیات مبارکہ

[1]۔ زاد المعاد فی ھدی خیر العباد، ابن القیم الجوزی، ص:157

[2]۔ الرحیق المختوم، علامہ صفی الرحمن مبارکپوری، ص197

[3]۔ معراج مصطفیؐ، ص9-10

[4]۔ صحیح بخاری، کتاب الصلاۃ، باب کیف فرضت الصلاۃ فی الاسراء، 1/73

میں دو بار پیش آیا ایک بار ایام رضاعت میں حضرت حلیمہ کے یہاں[1] اور دوسری مرتبہ سفر اسراء و معراج سے قبل۔ قلب اطہر کی صفائی و غسل کے باعث آپؐ کو ایمان و ایقان کی دولت سے مالامال کر کے دوبارہ قلب مبارک کو اپنے مقام پر رکھا گیا۔ جبرائیل امین کی معیت میں جنت سے لائی گئی سواری براق پر سفر اسریٰ و معراج کا آغاز فرمایا۔ حضرت مالک بن صعصعہ کی روایت میں ہے کہ جو گدھے سے بڑا اور خچر کے علاوہ جانور تھا۔[2] براق کا لفظ برق سے نکلا ہے جس کے معنیٰ ہیں تیزی و سرعت کے یعنی بجلی کی رفتار کی سی تیزی اور اس کی سرعت رفتار کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ جہاں تک انسان کی نظر پہنچتی ہے وہیں پر اس کا قدم ہوتا ہے۔[3]

حضرت موسیٰؑ کی نماز

سفر معراج پر روانگی کے دوران رحمت عالمؐ کا گذر حضرت موسیٰؑ کے مرقد سے ہوا، آقائے دوعالمؐ نے بتایا کہ معراج کی رات جب میرا گذر ایک لال ٹیلہ کے پاس سے ہوا تو وہاں پر حضرت موسیٰ کی جائے آرام گاہ تھی اور اس میں وہ نمز ادا کر رہے تھے۔[4] اس واقعہ سے متعلق علما نے لکھا ہے کہ رسولؐ کا حضرت موسیٰ کو قبر میں نماز پڑھتے دیکھنا یہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ کا معجزہ نہیں بلکہ اعجاز سرور کونین کا معجزہ ہے کہ انہوں نے ان کو نماز پڑھتے دیکھا ہے۔

نزول بیت المقدس

آقائے دوعالمؐ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ پہنچے قرآن کریم میں بیان ربانی ہے" **سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِيْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ** "[5] پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے کو سیر کرائی مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک۔ مسجد اقصیٰ پہنچ کر رسول اللہؐ نے براق کو ایک کڑے میں

1۔ صحیح مسلم، روایت حضرت انس بن مالک، 1/137

2۔ سنن ترمذی، تفسیر سورۃ الم نشرح، 3346

3۔ معراج النبیؐ، خالد گھرجاکھی ادارہ احیاالسنہ، گوجرانوالہ، س ن، ص16

4۔ فلسفہ معراج النبیؐ، ص139

5۔ سورۃ بنی اسرائیل، 17/1

باندھ دیا اور آپؐ نے یہاں پر دو رکعت نفل ادا کی۔[1] سفر معراج کی تصدیق قرآن کریم کی سورۃ النجم اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے چنانچہ واقعہ معراج کو 24 کے قریب مقرب صحابہ نے بیان کیا ہے۔ جن میں حضرت انس بن مالک، حضرت ابوذر غفاری، حضرت ابو ھریرۃ، حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت عبد اللہ بن عباس، حضرت مالک بن صعصعہ، حضرت عائشہ اور حضرت اسماء بنت ابی بکر رضوان اللہ عنہم اجمعین و دیگر صحابہ سے کتب احادیث میں واقعہ اسریٰ و معراج کی تصدیق و تفصیل بیان کی گئی ہے۔

دودھ کا پیالہ

حضرت ابو ھریرۃؓ کی روایت میں ہے کہ نفل کی ادائیگی کے بعد جبرائیلؑ نے آپ کو شراب اور دودھ کا ایک پیالہ پیش کیا تو رحمت عالمؐ نے دودھ کا پیالہ قبول فرما کر نوش فرمایا اس پر سردار ملائیکہ حضرت جبرائیلؑ نے فرمایا کہ آپؐ نے فطرت کا انتخاب کیا ہے جس کی برکت سے آپؐ کی امت گمراہی و بے راہروی سے محفوظ ہو گئی۔[2] اس انتخاب سے یہ امر متحقق ہوتا ہے کہ شراب جو کہ نجس و ناپاک ہے اس کا استعمال آپؐ نے زندگی کے کسی لمحہ میں بھی پسند نہیں فرمایا اور اس بنا پر دودھ جو کہ طاہر و طیب اور اجلا ہوتا ہے اس کا انتخاب فرما کر یہ ثابت فرمایا کہ انسانوں کو اپنی حیات کو بالکل صراط مستقیم کی راہ پر گامزن کرنا ہو گا جس کی بدولت نصرت و تائید ربانی میسر آتی ہے اور یہی فوز و فلاح کا ضامن امر ہے۔

انبیاء کرام سے ملاقات کا راز

اللہ جل شانہ نے حضورؐ کی ذات اقدس پر اپنی کرم فرمانیوں کو دراز فرماتے ہوئے سفر اسریٰ و معراج سے نوازا۔ اس مبارک سفر میں اللہ تعالیٰ نے زمین کے اہم ترین مقامات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کی سیر کرائی۔ احادیث میں وارد ہوا ہے کہ مسجد حرام یعنی بیت اللہ، مسجد اقصیٰ اور مسجد نبوی کی جانب عبادت کی نیت سے سفر کرنا برکت و فیض سے معمور ہے۔[3]

1۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الاسراء برسول اللہؐ الی السموات و فرض الصلوات، 1/145

2۔ صحیح بخاری، احادیث الانبیاء، باب قولہ تعالیٰ "ھل اتاک حدیث موسیٰ"، 2/244

3۔ سنن نسائی، رقم الحدیث 1430

بیت المقدس سے عرش الٰہی کے سفر کا آغاز ہوا تو اس میں متعدد اعجازات کے پہلو پنہاں ہیں کہ اللہ جل وعلا نے اپنے محترم و معزز مہمان کے استقبال پر انبیاء کرام کو معمور فرمایا اور سات آسمانوں کی سیر کرائی اور حضرت جبرائیل امینؑ کے ہمراہ تھے اور وہ ہر آسمان پر دستک دیکر اجازت طلب کرتے اور آپؐ کا بتلاتے کہ وہ اللہ کے حکم پر میرے ساتھ ہیں۔ آسمانوں کی سیر کے دوران پہلے آسمان پر حضورؐ کی ملاقات ابوالبشر حضرت آدمؑ سے ہوئی جس میں یہ راز مضمر ہے کہ وہ اللہ کے مقرب اور پہلے پیغمبر اور بنی آدم کے باپ ہیں۔ ان کو جنت سے دنیا میں بھیجا گیا اور ایک وقت مقرر تک قیام کے بعد دوبارہ جنت میں پہنچائے گئے چنانچہ رسول اللہؐ کو جو خطہ ارضی محبوب ہے مکہ مکرمہ یہاں سے ہجرت کرنی پڑے گی اور پھر آپؐ کو فاتح کی حیثیت سے محبوب خطہ میں دوبارہ پہنچایا جائے گا۔ دوسرے آسمان پر آپؐ کی ملاقات حضرت یحیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ سے کرائی گئی جس میں یہ راز مضمر ہے کہ آپؐ کی حیات طیبہ جہد مسلسل اور انابت الٰہی سے معمور ہوگی۔ تیسرے آسمان پر آپؐ کی ملاقات حضرت یوسفؑ سے ہوئی جس سے آپؐ کو یہ پیغام دیا گیا کہ آپؐ کے اپنے ہی ان کو اپنے وطن سے ہجرت پر مجبور کردیں گے تاہم سے متحیر و پریشان ہونے کی ضرورت نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسفؑ کو اپنے بھائیوں کی زیادتی و ایذارسانی کے بعد شان و شوکت کے ساتھ پیش کیا کہ ایذارساں بھائی خود نادم و افسردہ ہو کر ان کے سامنے سربسجود ہوئے اور پھر حضرت یوسفؑ نے ان کی خطاؤں و سرکشیوں سے اعراض کرتے ہوئے ان کو معاف فرمادیا۔ قرآن کریم میں بیان ہوا کہ حضرت یوسفؑ نے فرمایا"لاتثریب علیکم الیوم"[1] اور اسی طرح حضورؐ نے مکہ چھوڑنے کے بعد جب فاتح کی حیثیت سے مکہ میں داخل ہوئے تو ازلی و ابدی دشمنوں کو یہ فرما کر معاف کردیا"اذھبو فانتم الطلقاء"[2] چوتھے آسمان پر آنحضرتؐ کی ملاقات حضرت ادریسؑ سے کرائی گئی جس سے یہ پیغام ملا کہ اللہ جل شانہ نے ان کو علم و معرفت کے بلند مرتبہ پر فائز فرمایا ہوا ہے" وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا"[3] تو آپؐ کو بھی علم و حکمت کے خزینوں کا امین بنایا جارہا ہے۔ ارشاد ربانی

1۔ سورت یوسف، 92/12

2۔ سیرت ابن ہشام، 412/2

3۔ سورۃ مریم، 57/19

ہے کہ "وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ "[1] پانچویں آسمان پر آنحضرتؐ کی ملاقات حضرت ہارونؑ سے ہوئی جن کو گروہ بندی و عصبیت سے شدید نفرت تھی اور دین متین اسلام کا بھی یہی منہج ہے کہ مسلمانوں کو تفرقہ بازی کی عصبیت و نفرت سے دور رہنا چاہیے صرف اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ راہ پر چلنا ضروری ہے" **وَ اعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوْا**"[2] اور خود رسول اللہؐ نے نفرت و عصبیت کو فروغ دینے والوں کو ناپسند فرمایا "**يدالله على الجماعةمن شذ شذ فى النار**"[3] اللہ تعالیٰ کا ہاتھ جماعت پر ہے جس نے اجتماعیت سے انحراف کیا اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ چھٹے آسمان پر حضور نبی مکرمؐ کی ملاقات حضرت موسیٰؑ سے ہوئی۔ حضرت موسیٰؑ صاحب شریعت، صاحب کتاب، غازی و مجاہد، مہاجر و مناظر بھی تھے اور یہ سب صفات ممیزہ آنحضرتؐ کی شخصیت میں بھی نمایاں طور پر موجود تھیں۔[4] ساتویں آسمان پر نبی اکرمؐ کی ملاقات آپؐ کی جد امجد حضرت ابراہیمؑ سے کرائی گئی، جو بیت معمور کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ حضرت ابراہیمؑ اور ان کے فرزند حضرت اسماعیلؑ نے ملکر بیت اللہ کی تعمیر کی تکمیل کی اور پھر اس کی آبادی کی دعا اللہ تعالیٰ سے کی تو اللہ تعالیٰ بیت اللہ کی حفاظت کی ذمہ داری حضورؐ اور امت محمدیہ کو میسر آئی۔ حضرت ابراہیمؑ کو مقام معمور ملا تو رسول اللہؐ کو مقام محمود سے سرفراز فرمایا گیا جس سے آپؐ کی بلند شان و شوکت اور عظمت و رفعت پر دال ہے۔[5]

انبیاء علیہم السلام کا حلیہ مبارک

سفر معراج میں رسول اللہؐ کی انبیاء علیہم السلام سے الگ الگ ملاقات ہوئی، رسول اللہؐ اور انبیاء کرام نے باہم تبادلہ خیال بھی فرمایا جو تفصیل طلب امر ہے تاہم رسول اللہؐ نے انبیاء بعض انبیاء کے حلیہ مبارک کو بیان فرمایا جس کے مطابق حضرت ابراہیمؑ کی ادائیگی نماز کے تذکرہ کے ساتھ فرمایا کہ آپؑ رسول اللہؐ کے زیادہ مشابہ تھے، کیونکہ رسول خداؐ اولاد ابراہیم سے

---

[1]۔ سورۃ آل عمران، 3/164

[2]۔ سورۃ آل عمران، 3/103

[3]۔ سنن ترمذی، رقم الحدیث، 2167

[4]۔ معراج مصطفیؐ، ص26

[5]۔ سنن نسائی، کتاب الصلاۃ، باب فرض الصلاۃ، 1/127

ہونے کی وجہ سے باہمی قرابت کا عنصر موجود تھا، رسول اللہؐ نے حضرت عیسیٰؑ کو حضرت عروۃ بن مسعود کے مشابہ اور درمیانہ قد کے حامل تھے اور نہایت صاف ستھرے لگ رہے تھے کہ ابھی غسل خانے سے تشریف لا رہے ہوں، حضرت موسیٰؑ کے متعلق فرمایا کہ کم گوشت و پوست کا حامل جسم اور لمبا قد تھا جیسے کہ یمن کے لوگ ہوتے ہیں اور حضرت یوسفؑ کے متعلق ارشاد فرمایا کہ ان کو دنیا کا آدھا حسن عطا کیا گیا تھا۔[1]

حضرت ابراہیمؑ کا تحفہ

سفر معراج کے موقع پر حضرت ابراہیمؑ نے رسول اللہؐ کو فرمایا کہ اپنی امت کو میرا اسلام کہہ دیں اااور انہیں بتلائیں کہ جنت کی مٹی نہایت پاک اور اس کا پانی بہت میٹھا ہے لیکن وہ چٹیل میدان ہے ان کو اس میں آباد کاری خود کرنا ہو گی اور جنت کے باغ کی آباد کاری ان کلمات طیبات سے ہو گی "سبحان اللہ، الحمد للہ، لا الہ الا اللہ، اللہ اکبر اور لا حول ولا قوۃ الا باللہ "ہیں۔[2]

سدرۃ المنتہیٰ

ساتویں آسمان پر بیت المعمور واقع ہے جس طرح زمین پر انسانوں کی عبادت کا لئے خانہ کعبہ موجود ہے اسی طرح بیت معمور آسمان پر فرشتوں کی عبادت کا مقام ہے اور روزانہ ستر ہزار فرشتے حاضری دیتے ہیں اور ان کو دوبارہ حاضری کا موقع میسر نہیں آتا اور رسول اللہؐ کی ملاقات حضرت ابراہیمؑ ہوئی جن کی پشت مبارک بیت معمور سے متصل تھی۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے۔ "سدرہ" بیری کا نام ہے اور منتہیٰ کہتے ہیں اختتام کو۔ یہاں پر ایک ایسا خوبصورت بیری کا درخت کا مشاہدہ رسول اللہؐ نے کیا کہ اس کے پھل مثل حجر کے مٹکوں کی طرح اور اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کے برابر تھے۔ یہ وہ مقام ہے کہ جہاں زمین والوں کے اعمال پہنچتے ہیں تو ان کو فرشتے یہاں سے اوپر لے جاتے ہیں اور احکامات

---

[1]۔ الصحیح من قصۃ الاسراء والمعراج، عمرو عبد المنعم، دار الصحابہ للتراث بطنطا، ص 51

[2]۔ معراج رسولؐ، عبد الہادی عبد الخالق مدنی، داعیۃ المکتب التعاونی للدعوۃ والارشاد، وتوعیۃ الجالیات بالاحساء، سعودی عرب، 2005ء ص 24

ربانی فرشتوں کے ذریعہ سے یہاں پہنچائے جاتے ہیں جن کو پھر فرشتوں کے ذریعہ سے نیچے لایا جاتا ہے ۔یہیں پر آنحضرتؐ نے چار نہروں کا مشاہدہ بھی کیا جن میں دو نہریں دنیا کی نیل و فرات اور دو نہریں جنت کی بتلائی گئیں۔[1]

امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس اور دیگر مفسرین کا یہ موقف ہے کہ سدرۃ المنتھی کو سدرۃ منتھیٰ اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہاں پر فرشتوں کی پرواز ختم ہو جاتی ہے۔ سدرۃ منتھیٰ کو سوائے رسول اللہؐ کے کسی نے بھی کراس نہیں کیا۔[2]

حضرت جبرائیلؑ کو اصلی حالت میں دیکھنا

رسول اللہؐ نے حضرت جبرائیلؑ کو اپنی حیات مبارکہ میں دوبار اصل حالت میں دیکھا ابتدائے بعثت غار حراء میں اور دوسری مرتبہ سفر معراج میں۔ آپؐ نے فرمایا کہ جبرائیلؑ کے چھ سو کے قریب پر تھے۔ اور اس میں یاقوت و موتی جڑے ہوئے تھے اور ان پروں نے آسمان کو اپنے احاطہ میں لیا ہوا تھا۔[3]

صریف الاقلام کا سننا

رسول اللہؐ جب سفر معراج پر تشریف لے گئے تو جبرائیلؑ کا سفر سدرۃ منتھی تک ختم ہو گیا اور یہاں سے آگے رسول اللہؐ کو اوپر مقام استویٰ پر لیجایا گیا جہاں پر رسول اللہؐ نے قلموں کی جھنکار سنی، بتایا گیا کہ یہ فرشتے ہیں جو بنی نوع انسانی کے اعمال کے حساب و کتاب کو رقم کر رہے ہیں۔[4] مقام استویٰ پر رسول اللہؐ نے انوار و تجلیات کا مشاہدہ کیا کہ رسول اللہؐ اور اللہ تعالیٰ کے مابین فاصلے میں ستر ہزار نور کے پردے حائل تھے۔ حدیث ابوذر غفاریؓ میں ہے کہ رسول اللہؐ سے معلوم کرنے پر کہ کیا آپ نے دیدار الٰہی فرمایا تو آپؐ نے فرمایا کہ میں کیسے دیکھ سکتا تھا کہ وہ تو سراپا نور ہی نور ہے۔[5]

---

[1]۔ معراج النبیؐ، ص26؛ الصحیح من قصۃ الاسراء والمعراج، ص60

[2]۔ شرح صحیح مسلم، 1/391

[3]۔ معراج النبی، ص26

[4]۔ صحیح بخاری، کتاب الصلاۃ، باب کیف فرضت الصلاۃ فی الاسراء، 1/73

[5]۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب قولہ تعالیٰ ولقد راہ نزلۃ اخریٰ وھل رای النبیؐ ربہ لیلۃ الاسراء، رقم الحدیث، 175

ذات باریٰ تعالیٰ کی زیارت کا شرف

رسول اللہؐ کے سفر معراج کے موقع پر دیدار الٰہی کے بارے میں اختلاف ہے کہ کیا رسول اللہؐ نے بذات خود زیارت الٰہی سے فیضیاب ہوئے یا نہیں، اور اگر آپؐ کو دیدار ہوا تو وہ دیدار ظاہری آنکھوں سے تھا یا قلبی آنکھ سے، حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہؐ کو دیدار الٰہی معراج کی رات نصیب ہوا وہ ان آیات بینات سے استدلال کرتے ہیں "**وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى** "[1] اور "**وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِیْنِ** "[2] اور رسول اللہؐ کا فرمان نقل فرماتے ہیں کہ "رأیت ربی"۔ ابن عباسؓ سے یہ بھی رویت منقول ہے کہ آپؐ نے اللہ کا دیدار قلبی طور پر کیا۔ جبکہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہؐ کو دیدار الٰہی کی سعادت معراج میں حاصل نہیں ہوئی کہ فرمان خداوندی ہے " **لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ٘-وَ هُوَ یُدْرِكُ الْاَبْصَارَۚ-وَ هُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ** "[3] اور "**وَ مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ یُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْیًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ یُرْسِلَ رَسُوْلًا فَیُوْحِیَ بِاِذْنِهٖ مَا یَشَآءُؕ-اِنَّهٗ عَلِیٌّ حَكِیْمٌ** "[4] اہل سنت کا مؤقف ہے کہ رسول اللہؐ کو دیدار الٰہی کی سعادت ملی لیکن یہ امر ثابت نہیں کہ معراج کی رات میں زیارت ہوئی۔[5]

تحائف معراج

نماز

دنیا والوں کی یہ ریت ہے کہ جب کوئی محب اپنے محبوب سے ملاقات کرتا ہے یا پھر کوئی بھی فرد کسی سے دوسرے کے یہاں مہمان ہوتا ہے تو اس کو بطور انعام تحفے اور تحائف سے نوازا جاتا ہے۔ اسی طرح خالق کائنات نے رسول مکرم اور نبی معظم حضرت محمدؐ کو سفر معراج کے موقع پر جہاں بہت سے مشاہدات و انوارات سے نوازا وہیں پر رسول اللہؐ کو تین عظیم تحفے بھی

---

[1]۔ سورۃ النجم، 53/13

[2]۔ سورۃ التکویر، 81/24

[3]۔ سورۃ الانعام، 6/103

[4]۔ سورۃ الشوریٰ، 42/51

[5]۔ الصحیح من قصۃ الاسراء المعراج، ص65

عطا فرمائے ۔پہلا تحفہ نماز کا ہے کہ آپؐ نے سفر معراج میں فرشتوں کو رکوع و سجود میں مصروف پایا تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی معراج نماز کو قرار دیتے ہوئے پچاس نمازیں فرض کیں۔ حضور نبی اکرمؐ کو پچاس نماز کا جو تحفہ ملا اس کا تذکرہ حضرت موسیٰؑ سے فرمایا تو انہوں نے اپنی امت بنی اسرائیل کی ریشہ دوانیوں اور سرکشیوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے فرمایا کہ آپؐ نماز میں اللہ جل شانہ سے تخویف کروائیں آپؐ کی امت اتنی نمازیں ادا نہیں کر سکے گی رسول اللہؐ نے متعدد بار حضرت موسیٰؑ کی رائے پر اللہ تعالیٰ سے تخویف طلب کی اور دسویں بار رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا کہ اب مجھے حیا آتی ہے کہ میں پانچ نمازوں میں بھی تخویف طلب کروں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی پانچ نمازیں ادا کرے گا اس کو پچاس نمازوں کی ادائیگی کا اجر وثواب ملے گا۔[1]

سورۃ بقرۃ کی اختتامی آیات

اللہ تعالیٰ نے رسول مکرمؐ کو سورۃ بقرہ کی آخری دو آیات بطور تحفہ وانعام کے عطا کیں۔ احادیث میں ثابت ہے کہ ان آیات کی مواضبط اختیار کرنے والوں کو ہر طرح کی تکلیف و آزمائش سے امان مل جاتا ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ حضرت جبرائیلؑ رسول اللہؐ کے پاس موجود تھے تو اوپر سے آواز سنائی دی اور بتایا گیا کہ آسمان کا دروازہ کھلا ہے جو آج سے پہلے کبھی نہیں کھلا اور اس دروازہ کے کھلنے سے ایک فرشتہ نازل ہوا جو اس سے قبل دنیا پر نہیں اترا تھا اس نے آپؐ کو دو خوشخبریاں دیں ایک سورۃ فاتحہ اور دوسری سورۃ بقرہ کی آخری دو آیات۔[2] اور حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایات ہے کہ جس کسی نے سورت بقرہ کی آخری آیات کی تلاوت رات میں کر لی ساری رات کے لئے یہ اس کی ہمہ جہتی حفاظت کرتی ہیں۔[3]

گناہوں کی معافی

1۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الاسراء برسول اللہؐ الی السموات وفرض الصلوات، 1/ 145

2۔ صحیح مسلم، 1/ 553

3۔ سنن ترمذی، 2881

رسول اللہ ؐ کو سفر معراج میں یہ تحفہ عظیم بھی ملا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ شرک کے علاوہ بڑے سے بڑے گناہ کے مرتکبین کو معاف فرمادیگا۔[1] واضح رہے کبیرہ گناہوں کی معافی کے لئے ضروری ہے کہ انسان توبہ تائب ہو تاہم اگر انسان نے توبہ نہیں کی تو اللہ تعالیٰ چاہے گا تو معاف فرمادیگا اور چاہے تو گرفت فرمادے۔ مگر شرک ایک ایسا گناہ ہے کہ جو علاوہ توبہ کے کسی صورت معاف نہیں کیا جائے گا۔ قرآن کریم میں ارشاد خداوندی بھی ہے کہ "**اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ**"[2]

جنت و جہنم کی سیر

شب معراج میں آپؐ کو جنت و جہنم کی سیر بھی کرائی گئی کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ جنت میں موتی کی رسیوں کو دیکھا اور جنت کی مٹی سے مشک کی خوشبو آرہی تھی، جہنم اور دروغہ جہنم سے رسول اللہ ؐ کی ملاقات بھی ثابت ہے۔ جہنم میں مختلف گناہوں کے مرتکبین کی سزاؤں کا مشاہدہ بھی کرایا گیا اور دروغہ جہنم نے آپؐ کو سلام کے ساتھ استقبال کیا۔ حضرت انس بن مالکؓ نے ارشاد فرمایا ہے کہ رسول اللہ ؐ نے بتایا کہ ایسے افراد سے گذرنا ہوا کہ ان کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ ان سے اپنے جسموں اور چہروں کو نوچ رہے تھے معلوم کرنے اپر بتایا گیا یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کی عزتوں کی بے توقیری کرتے ہیں اور لوگوں کا گوشت کھاتے ہیں۔[3]

واقعہ معراج دروس وعبر

موجودہ مسلم معاشرہ میں واقعہ معراج کو سطحی اور سرسری طور پر بیان کر دیا جاتا ہے جبکہ یہ واقعہ کوئی معمولی واقعہ نہیں ہے کہ اس کو نہایت آسانی کے ساتھ سنی ان سنی کے طور پر ذکر کیا جائے بلکہ ضروری ہے کہ اس واقعہ سے مسلم معاشرہ کو سبق حاصل کرنا چاہیے کہ اس میں ایثار و قربانی، جزا و سزا کے مناظر کی جھلکیاں صحیح احادیث میں بیان ہوئی ہیں ان کی روشنی میں مسلم معاشرہ کو صرف ب معراج کے فضائل و مناقب بیان کرنے پر اکتفا کرنے کی بجائے روح معراج پر عمل داری کی

---

[1]۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب فی ذکر سدرۃ المنتھی، 157/1

[2]۔ سورۃ النساء، 116/4

[3]۔ سنن ابی داؤد، 4878

ضرورت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ ؐ کو معراج میں جو تحائف و انعام عطا فرمائے ان کو اختیار کرنے کی ضرورت ہے اور جن شدائد و عواقب کے مشاہدات کا تذکرہ رسول اللہ ؐ نے فرمایا ہے ان سے پناہ حاصل کرنے کی سعی کی جائے۔ ذیل میں سفر معراج کے موقع پر چند جنت و جہنم کے مشاہدات رسول ؐ کو بیان کیا جاتا ہے۔

ماشاطہ فرعون

مشاطہ کے معنی ہیں، بالوں کو بنانے اور سنوارنے والی، بالوں میں کنگھی پھیرنے والی۔ فرعون نے اپنے اہل خانہ کی خدمت کے لئے مشاطہ رکھی ہوئی تھی۔ یہ فرعون کو نہیں بلکہ اللہ رب العزت کو ماننے والی تھی۔ یہ ایک مرتبہ فرعون کی بیٹی کے بالوں میں کنگھی پھیر رہی تھی کہ اس کے ہاتھ سے کنگھی گر گئی تو اس کے منہ سے بے ساختہ یہ الفاظ نکل گئے کہ فرعون ہلاک ہو، تو بیٹی نے یہ بات فرعون کو بتلادی تو اس نے اس خاتون کو قتل کروادیا۔ نبی ؐ نے فرمایا کہ معراج کی رات میں نے ایک بڑی پاکیزہ خوشبو محسوس کی تو میں نے جبرائیل سے معلوم کیا یہ خوشبو کیسی؟ انہوں نے بتایا کہ مشاطہ، اس کا خاوند اور اس کی بیٹی ہے۔[1]

سود خوروں کی سزا

سود خوری بہت بڑا گناہ ہے جس کی مذمت قرآن و سنت میں متعدد بار بیان ہوئی ہے کہ سود کھانے والے کے ساتھ اللہ اور اللہ کے محبوب پیغمبر کا اعلان جنگ بھی وارد ہوا ہے۔ سفر معراج سے متعلق آنحضرت ؐ نے فرمایا کہ میں ایسے لوگوں کے پاس سے گذرا کہ ان کے پیٹ بہت بڑے تھے ایسے (کہ لوگوں کے رہنے کے) گھر ہوتے ہیں ان میں سانپ نظر آرہے تھے جن کا مشاہدہ کھلی آنکھ سے کیا جاسکتا تھا۔ میں نے سردار ملائیکہ جبرائیل ؑ سے استفسار کیا کہ یہ کون ہیں؟ تو انہوں نے جواب میں کہا کہ یہ سود کھانے والے لوگ ہیں۔[2]

نماز کی غفلت کا انجام

---

[1]۔ الاسراء والمعراج، علامہ ناصر الدین الالبانی، المکتبۃ الاسلامیہ، عمان، اردن، 2000ء، ص56

[2]۔ معراج النبی ؐ، ص21

رسول اللہؐ نے فرمایا کہ سفر معراج میں مجھ ایسے لوگوں کے پاس سے گذرنے کا اتفاق ہوا جن کے سر پتھروں سے کچلے جارہے تھے اور کچھ لمحہ کے بعد وہ بالکل درست ہو جاتے تھے۔ اس سے متعلق میں جبرائیلؑ سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں تو انہوں نے فرمایا کہ آپؐ کی امت کے وہ لوگ ہیں جو فرض نمازوں کی ادائیگی میں غفلت کا مظاہرہ کرتے ہیں ۔[1]

زکوٰۃ نہ دینے والوں کی سزا

جہنم کی سیر کے دوران رسول اللہؐ کو ایسے افراد کا مشاہدہ بھی کرایا گیا جن کی شرمگاہیں عریاں ہونے کے باعث سطحی چیتھڑوں سے چھپائی گئی تھیں اور وہ جانوروں کی طرح دائیں بائیں چرتے پھر رہے تھے اور وہ کانٹے دار وخبیث تھوہر درخت اور جہنم کے پتھروں کو کھارہے تھے، میں نے جبرائیلؑ امین سے معلوم کیا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ تو انہوں نے بتایا یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ کے عطا کردہ مال میں کی زکواۃ ادا نہیں کرتے ۔[2]

بدکار کی سزا

سفر معراج میں رسول اللہؐ ایسے لوگوں کے پاس سے گذرے کہ جن کے سامنے برتن میں گوشت پک کر تیار ہوا ہے جبکہ دوسرے برتن میں ناپختہ کچا اور گلا سڑا گوشت موجود ہے تو یہ لوگ پکے ہوئے گوشت کو نوش کرنے کی بجائے کچے اور جلے ہوئے گوشت کو کھارہے ہیں۔ جب جبرائیلؑ سے استفسار کیا کہ یہ کون لوگ ہیں تو انہوں نے جواب میں کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کے پاس حلال وطیب نکاح میں بیویاں موجود ہیں مگر وہ حرام طور پر غیر منکوحہ عورتوں کے ساتھ اپنی راتوں کو گذارتے ہیں۔[3] یہ معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے بدکاری وزنا کے مرتکبین کو سخت ناپسند فرمایا ہے اور شادی شدہ زانی مرد وعورت کو سنگسار کرنے کا حکم جاری فرمایا ہے۔

راہزنوں کی سزا

---

[1]۔ معراج النبی، ص19

[2]۔ ایضاً، ص20

[3]۔ ایضاً، ص20

آقائے دوعالمؐ کو جب جہنم کی سیر کرائی گئی تو اس میں آنحضرتؐ نے ایک ایسی لکڑی دیکھی راہ گیروں کے کپڑوں کو چیر دیتی ہے۔ اس سے متعلق پوچھنے پر حضرت جبرائیلؑ نے بتایا کہ اس لکڑی کے ذریعہ سے ان لوگوں کی طرف نشاندہی کی جارہی ہے جو گھات لگا کر بیٹھتے اور لوگوں پر حملہ آور ہوتے ہیں۔[1]

امانت میں خیانت کی سزا

سفر معراج میں آقائے دوجہاں کا گزر ایسے انسان کے پاس سے ہوا جس نے لکڑیوں کو جمع کیا ہوا ہے اور وہ اس کو اٹھانے کی بہتیری کوشش کر رہا ہے مگر وہ اس بار گراں کو اٹھا پانے سے عاجز ہو جاتا ہے، اس سب کے باوجود وہ حرص و لالچ کے مارے اور لکڑیاں جمع کرتا پھر رہا ہے۔ رحمت عالمؐ کے استفسار پر حضرت جبرائیلؑ نے فرمایا کہ یہ شخص امانت کی ادائیگی میں خیانت کرتا ہے۔[2] معلوم ہونا چاہیے کہ امانت کی حفاظت کا حکم قرآن مجید میں اللہ نے دیا ہے۔" **اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا** "[3] خیانت کرنے والے کی مذمت پیغمبر اسلام نے شدید الفاظ میں کی ہے کہ جو شخص خیانت کا مرتکب ہوتا ہے اس کا ایمان معتبر نہیں ہے۔[4]

بدعمل خطیب کی سزا

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ سفر معراج میں اللہ کے رسولؐ ایسی قوم کے قریب سے گزرے جن کی زبانوں اور باچھوں کو قینچیوں کی مدد سے کاٹا جارہا تھا۔ نبی اکرمؐ کے استفسار پر حضرت جبرائیل امین نے بتایا کہ یہ آپ کی امت کے وہ لوگ ہیں جو خطبوں کے اندر دوسروں کو حکم دیتے ہیں نیک امور کو اختیار کرنے اور بدی سے بچنے کا مگر وہ خود بداعمالیوں سے اجتناب نہیں کرتے۔ حالانکہ وہ قرآنی آیات کی تلاوت بھی کرتے ہیں مگر اس پر غور نہیں کرتے جیسے کہ عقل نہ رکھتے ہوں۔[5]

---

[1]۔ معراج النبیؐ، 20

[2]۔ ایضاً، ص 20

[3]۔ سورت النساء، 4/58

[4]۔ مشکواۃ المصابیح، کتاب الایمان، جلد اول، رقم الحدیث 31

[5]۔ شرح السنہ للبغوی، 14/353، رقم الحدیث، 4159

انبیاء کرام کی امامت

رسول اللہؐ مقام استویٰ و آسمانوں کی سیر کے بعد واپس مسجد اقصیٰ تشریف لائے وہاں پر انبیاء کرام اور ملائیکہ کی جماعت آپ کی انتظار میں موجود تھی۔ جبرائیل امین نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر آپؐ کو مصلیٰ امامت پر کھڑا کیا۔اورآپ نے ان تمام انبیاء وملائیکہ کو دو رکعت نفل نماز پڑھائی اوراس طور پر آپؐ " امام الانبیاء" کے لقب سے ملقب ہوئے۔[1] نماز کی ادائیگی کے بعد رسول اللہؐ نے اللہ تعالیٰ کی تعریف تمام انبیاء سے سنی اور خود بھی توصیف الٰہی کو بیان فرمایا۔

قریش کے سوالات اور مقام صدیقیت

سفر معراج سے واپسی پر احاطہ حرم میں تشریف فرماہوئے تو آپؐ مغموم تھے،اتنے میں ابو جہل نے معلوم کیا کیا کوئی نئی بات ہوئی جس سے آپ محزون لگ رہے ہیں، آپؐ نے فرمایا جی ہے رات کو مجھے بیت المقدس کی سیر کرائی گئی۔اس پر ابو جہل نے کہامیں لوگوں کو بلالوں تو آپؐ نے اجازت دیدی اور اس نے سب اہل قریش کو بلایا۔تو آپؐ نے احوال معراج کو بیان کیاتو قریش کے سردار سر پکڑ کر متحیر ہونے لگے کہ چالیس یوم کا سفر رات کے تھوڑے سے حصہ میں کیونکر ممکن ہے۔بعض اہل قریش جو یہ بات جانتے تھے کہ آپؐ بیت المقدس کبھی نہیں گئے تو انہوں نے بیت المقدس سے متعلق استفسارات کیے اور آپؐ کے سامنے اللہ تعالیٰ نے بطور معجزہ کے مسجد اقصیٰ کو پیش کردیا اور آپؐ نے نے اہل مکہ کے سوالات کے جوابات دیئے اور یہ بھی بتایا کہ شام سے آنے والے قافلے والوں کا اونٹ فلاں مقام پر گم ہوگیا۔یہ سب نشانیاں سچ ثابت ہونے کے باوجود ابوجہل اور اس کی ذریت نے آپ کی تکذیب وتضحیک کرتے ہوئے آپؐ کے ہمراز و دوست حضرت ابو بکر صدیقؓ کے پاس جاکر ساراواقعہ بیان کرکے پوچھنے لگے کہ کیاتم اس واقعہ کو کس طرح دیکھتے ہوئے تو انہوں نے جواب میں فرمایا کہ میں تواس سے بھی آگے کی بات پر ایمان رکھتاہوں کہ آپؐ نے پاس روزانہ فرشتہ آتاہے اور

[1]۔ معراج النبیؐ، ص21

خبریں اور احکامات پہنچاتا ہے۔ جس پر قریش پشیمان واپس لوٹے۔[1] اس سفر مبارک کا احوال حضرت ابو بکر صدیقؓ نے بزبان رسول اللہ ﷺ سن کر اس کی تصدیق فرمائی تو اس پر آپؐ نے آپؓ کو صدیق کا لقب عنایت کیا۔[2]

مقالہ ہذا میں واقعہ معراج کو قرآن و سنت کی روشنی میں مختصراً بیان کیا گیا ہے۔ جس میں اس واقعہ کے وقوع پذیر ہونے پر ایمان لانے کی ضرورت کو بیان کرنے کے ساتھ بہت سے اعجازات جو اس سفر مبارک میں ظاہر ہوئے ان کو درج کیا گیا۔ امت محمدیہ ﷺ کو ملنے والے انعامات اور حضرت ابراہیمؑ کی جانب سے عطا کیا جانے والا تحفہ بھی تحریر کیا گیا ہے اور انبیاء کرام کے احوال کے تذکرہ کے ساتھ اس سفر مبارک سے حاصل شدہ دروس و عبر کو اختصار کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے کہ یہ واقعہ کو معمولی نہیں بلکہ یہ ایک معجزہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو اس سے فیضیاب فرمایا اور امت مسلمہ پر لازم ہے کہ اس واقعہ کی برکات و فضیلت سے کماحقہ استفادہ کرنے کی سبیل صرف یہی ہے کہ اللہ جل جلالہ اور حضور خاتم النبیین ﷺ کی تعلیمات اور اسوہ صحابہ و سلف صالحین کی زندگیوں کو مشعل راہ بنا کر دارین کی کامیابیوں کو سمیٹنے کی سعی کریں بجز اس کے صرف ذکر و تذکرہ کی محافل سے چنداں گلو خلاصی نہ مل سکے گی۔

---

[1]۔ معراج النبی ﷺ، ص34

[2]۔ معراج مصطفیٰ ﷺ، ص23